QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

قرآنِ مجید کی روشنی میں نظامِ زکوٰۃ: وصولی و تقسیم کے اصولوں کا تحقیقی مطالعہ

The System of Zakāt in the Light of the Holy Qur'an: A Research Study of the Principles of Collection and Distribution

Saba Khanam
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics),
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Visiting Faculty, Government Graduate College for Women, Mandi Bahauddin, Pakistan
Email: sabakhanam357@gmail.com
Muhammad Shahid Nawaz
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies,
The University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: malikshahidnawaz237@gmail.com
Dr. Muhammad Javed Iqbal *(Corresponding Author)*
Lecturer, Centre for Languages and Translation Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.
Email: dr.javediqbal188@gmail.com

Abstract

Zakāt is a fundamental pillar of Islam and a cornerstone of its socio-economic system. Obligatory upon every eligible Muslim, Zakāt serves not only as a means of spiritual purification but also as a mechanism for ensuring equitable circulation of wealth within society. The Qur'an repeatedly emphasizes Zakāt alongside prayer, underscoring its religious and social significance. Through the institution of Zakāt, wealth is redistributed from the affluent to the underprivileged, thereby reducing economic disparity and strengthening social cohesion. This research study examines the Qur'anic foundations of the Zakāt system, with particular emphasis on the principles governing its collection and distribution. While both aspects form integral components of the Zakāt system, the study primarily focuses on the distribution of Zakāt, as outlined in the Qur'an. Special attention is given to Qur'anic verses that explicitly define the eligible beneficiaries of Zakāt and establish clear guidelines for its allocation. The study highlights that the Qur'anic framework of Zakāt distribution is not merely charitable in nature but represents a structured and divinely ordained system of social welfare. By ensuring that Zakāt reaches its rightful recipients through prescribed channels, Islam promotes economic justice, social balance, and moral responsibility. The findings affirm that adherence to Qur'anic directives regarding Zakāt distribution is essential for the effective functioning of the Islamic economic system and remains highly relevant for contemporary Muslim societies.

Key Words: *Zakāt System, Qur'anic Injunctions, Distribution of Zakāt, Collection of Zakāt, Islamic Social Welfare, Economic Justice, Islamic Law*

تعارفِ موضوع

زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی اور اہم رکن ہے جس کی فرضیت قرآنِ مجید کی واضح نصوص سے ثابت ہے۔ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے، کیونکہ یہ نہ صرف مال کی تطہیر کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرے میں معاشی توازن اور عدلِ اجتماعی قائم کرنے کا مؤثر

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

نظام بھی ہے۔ قرآنِ کریم میں بارہا نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے، جو اس کی دینی اور معاشرتی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ نظامِ زکوٰۃ کا بنیادی مقصد دولت کو چند ہاتھوں تک محدود ہونے سے روکنا اور اسے امراء سے غرباء تک منتقل کرنا ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات کا نظام دو اہم مراحل پر مشتمل ہے: زکوٰۃ کی وصولی اور زکوٰۃ کی تقسیم۔ اگرچہ دونوں کے احکام اپنی اپنی جگہ اہم ہیں، تاہم زیرِ نظر مطالعے کا مرکزی موضوع زکوٰۃ کی تقسیم ہے، کیونکہ یہی مرحلہ معاشرتی فلاح و بہبود سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ اس مقالے میں قرآنِ مجید کی روشنی میں زکوٰۃ کے نظام، بالخصوص تقسیمِ زکوٰۃ کے اصولوں اور مستحقین کے تعین کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اسلامی معاشی نظام کی افادیت اور جامعیت کو واضح کیا جا سکے۔

زکوٰۃ و صدقہ کا معنی و مفہوم:

زکوٰۃ کا مادہ :ذکیٰ،ذ ک و سے ہے جس کے لغوی معنی "بڑھنا ،پھلنا پھولنا،نمو،فراوانی،زائد ہونا،کسی چیز میں ترقی،طہارت و برکات"ہے[1]

علامہ ابن منظور لکھتے ہے:

الزکاء:الزکا الما والریع والبرکاۃ و الطھارۃ والتطھیرو الصلاح و المدح وصفوۃالشیء"-[2]

"زکا کا لغوی معنی بڑھنا،برکت،طہارت،صلاح،مدح اور چیز کا خالص ہونا ہے"

زکوٰۃ کا مفہوم:

تملیک مال مخصوص لمستحقه لشرائط مخصوصةحق یجب فی المال[3]

"شریعت میں اس سے مراد شرائط مخصوصہ کے ساتھ کسی مستحق آدمی کو اپنے مال کے ایک معین حصےکا مالک بنا دیناوہ ایک حق ہے جو مال میں واجب ہوتا ہے"

زکوٰۃ کی تعریف:

اصطلاح شرح میں زکوۃ اپنے پورے مال میں سے ایک متعین مقدار اللہ کی ہدایت کے مطابق خرچ کرنے کا نام زکوٰۃ ہے-[4]

زکوٰۃ کی تعریف "The Encyclopedia of Religion"میں یوں کی گئی ہے۔

> ZAKAT is an Arabic term that literally means ‘purification’ ‘Sweetening’ and ‘grwoth’. In the religious terminology of islam ,it stands for obligatory charity or lms that every rich Muslim should pay to those who are poor and in need.Zakat is thus one of five fundamental dutieswithin islam , Like the daily prayers,fasting during the month of Ramdan,and pilgrimage to Mecca. It constitutes an act of devotion and piety.In the Quran the Command for zakat often comes togather with that for salat{prayers}. Salat emphasizes the love of God, while Zakat promotes the love and concern for one’s neighbour

[1] اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب لاہور،شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی،لاہور ۱۰\۸۸

[2] ابن منظور،محمد بن مکرم احمد الافریقی،لسان العرب،کوئٹہ،مکتبہ اشرفیہ،س ن، ۱۶۷۹\

[3] ابن قدامہ، المغنی، دارالفکر،بیروت، ۱۹۸۳، ۲/ ۳۳۳

[4] اصلاحی،عبد العظیم،اوصاف احمد،معاشی مسائل اور قرآنی تعلیمات،ادارہ علوم القرآن علی گڑھ،۲۰۱۵ء، ص:۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

﴿ زکوٰۃ ایک عربی اصطلاح ہے جس کے لفظی معنی ہیں،"پاک کرنا" "صاف کرنا" اور "نشوونما کرنا "-اسلام کی مذہبی اصطلاح میں یہ و ہ لازمی سخاوت یا خیرات ہے جو امیر مسلمانوں کی طرف سے ان لوگوں کو دی جانی چاہیے جو غریب، اور ضرورت مند ہے - یہ خدا ترسی اور نیکی کا عمل ہے-قرآن میں زکوٰۃ کا حکم اکثر صلوٰۃ ﴿نماز﴾کے ساتھ وارد ہوتا ہے-اور نماز اللہ سے محبت کاذریعہ ہے-

آیاتِ قرانیہ کی روشنی میں مصارف ِ زکوٰۃ:

سورہ التوبہ کی مندرجہ ذیل آیت میں مصارف زکوٰۃ کی وضاحت ملتی ہے:

انما الصدقات للفقراء والمسکین والعملین علیھا والمئولفة قلوبھم وفی الرقاب والغرمین وفی سبیل اللہ و ابن السبیل فریضة مناللہ واللہ علیھم حکیم

"صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا ، مسکینوں کا ، اور ان اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے- نیز انہی غلاموں کو آزاد کرنے میں اور قرضداروں کے قرضے ادا کرنے میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر کی مدد میں خرچ کیا جائے- یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا مالک "کو جبکہ زکوٰۃ اپنے ہمسائے کے ساتھ تعلق اور محبت کو پروان چڑھاتی ہے﴾

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ زکوٰۃ آٹھ مصارف پر خرچ کی جائے گی،شافعیہ کہتے ہیں کہ : واجبہ خواہ صدقہ فطر ہو یا زکوٰۃ کے اموال سبھی صدقات کو آٹھ مصارف پر صرف کرنا واجب ہے ،جو کہ سورۃ التوبہ کی آیت ٦٠ میں بیان ہوئے ہیں-

“**انما الصدقات**”میں آٹھ اصناف بیان کی گئی ہیں اور سبھی صدقات کی نسبت بواسطہ" لام" تملیک کی گئی ہے اور اصناف کے درمیان تشریک کی "واو "لائی گئی‌لہذا اس بات پر دلالت ہے کہ سب کے سب صدقات ان آٹھ اصناف کی ملک میں صدقات ان کے درمیان مشترک ہیں-

قرآن حکیم میں وجوب زکوٰۃ کا ذکر مجمل انداز میں بیان کیا گیا ہے مگر مصارف زکوٰۃکو اس طرح وضاحت سے بیان کیا گیا ہے، کہ کوئی ابہام نا رہے- اگر تا ریخ کو دیکھا جائے تو تمام مالیاتی نظاموں میں ٹیکس یا محصول کے نام پر لوگوں سے رقم وصول کی جاتی تھی، لیکن امراء و بادشاہ اسکو اصل حقداروں میں تقسیم نہیں کرتے تھے-وہ مال یا تو امراء کی شان و شوکت میں صرف ہوتا یا پھر وہ اپنی اولادوں کے لیے محفوظ کر لیتے ،جمع شدہ مال اسکے اصل مستحقین کی طرف نہیں پہنچایا جاتا تھا لیکن خالق کائنات نے زکوٰۃ کے مصارف کو کمال وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے ،تا کہ زکوٰۃ و صدقات کی تقسیم حاکم وقت پر موقوف نا رہے اور اس طرح مستحقین کے حقوق غصب نا ہوں-حتی کی اس معاملے میں ردو بدل کی اجازت اللہ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمدﷺکوبھی نہیں دی گئی-

*حدیث میں فرمان نبیﷺہے کہ

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

فاتاہ رجل ،فقال :اعطنی من الصدقة ،فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:ان اللہ تعالیٰ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فیی الصدقات حتی حکم فیھا ھو فجزاھا ثمانیة اجراء فان کنت من تلک الاجزا ء اعطیتک حقک[5]

"ایک شخص آپﷺکی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیےدیجیے ،تو رسول اللہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے صدقات کی تقسیم کا مسئلہ نبی یا کسی دوسرے کی پسند پر نہیں چھوڑا بلکہ اسکے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمایا ہے انہیں آٹھ قسم کے افراد میں تقسیم فرما دیا ہے،اگر تم ان میں سے ہو تومیں تمھیں دے دیتا ہوں"

*مندرجہ بالا حدیث کی رو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہد رسالت میں جب لوگوں نے غلط طریقے سے صدقات حاصل کرنے کی درخواست کی اور آپ ﷺکے انکار پر انہوں نے آپ ؐپر الزمات مطعون کرنا شروع کر دیا ۔

اسکا ذکر بھی سورت توبہ کی آیات میں ملتا ہے:

ومنھم من یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منھا رضوا وان لم یعطوا منھا اذا ھم یسخطون[6]

"اور انہی (منافقین﴾ میں وہ بھی ہیں جو صدقات ﴿ کی تقسیم﴾ کے بارے میں آپ کو طعنہ دیتے ہیں-چنانچہ انہیں صدقات میں سے ﴿ انکی مرضی کے مطابق﴾ دے دیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں،اور اگر ان میں سے انہیں نہ دیا جائے تو ذرا سی دیر میں ناراض ہو جاتے ہیں"

مستحقین زکوٰۃ کی وضاحت

جو بات واضح ہو وہ آسانی سے سمجھ آجاتی ہے-اب مستحقین زکوۃ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا جاے گا تا کہ زکوٰۃ کی رقم کو غلط ہاتھوں میں جانے سے بچا یاجا سکے اور اصل مستحقین تک پہنچا کر زکوٰۃ کا اصل مقصدحاصل ہو-

۱-فقراء:

سورۃ التوبہ کی آیت میں آٹھ مصارف زکوٰۃ بیان کئے گئے ہیں جن میں اولین دو مصرف فقراء اور مساکین ہیں،جس سے معلوم ہوتا ہے کی اسلامی معاشرہ کا مقصد اول معاشرہ سے فقر﴿تنگ دستی﴾اور ناداری کا خاتمہ کرنا ہے-اس لیے آیت قرآنی میں سب سے پہلے فقراء و مساکین کو زکوٰۃ کا مستحق و مصرف ٹھہرایا گیا ہے اور عربی زبان کا اسلوب بلاغت بھی یہ کہ سب سے اہم امور کو پہلے بیان کیا جاتا ہے-

فقراء کی تعریف :

فقراء فقیر کی جمع ہے -فقر سے مراد وہ لٹا پٹا آدمی جسکے پاس گزر بسر کے لیے کچھ نا ہو-

قرآن مجید میں بیان ہے کہ

للفقراء المھجرین الذین اُخرجو من دیارھم و اموالھم[7]

---

[5] سنن ابی داود،کتاب:الزکاۃ ،باب:من یعطی من الصدقۃ؟ ،ح:١٦٣٠ ، ١١٤\٢

[6] ا لتوبہ ٩ : ٥٨

[7] الحشر ٥٩ : ٨

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

"ان حاجت مندوں مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں سے بے دخل کیا گیا ۔"

للفقراء المهاجرين" کے ساتھ **"الذين اخرجو"** آیا ہے، یعنی جو اپنے گھروں اور اموال سے بے دخل کر دئیے گئے۔

سیدنا عمر فاروقؓ فقیر کی تعریف میں فرماتے ہے :

"جس کے ہاتھ تلے مال نہ ہو اسی کو فقیر نہیں کہتے بلکہ فقیر وہ بھی ہے جو محتاج ہو گرا پڑا ہو گو کچھ کھاتا کماتا بھی ہو"[8]

*امام شافعی□نے فقیر کی تعریف یوں کی ہے کہ:

الفقر من لا مال له ولا حرفة تقع زمن سائلا کام او متحففاً[9]

"فقیر وہ جس کے پاس کسی قسم کا مال نہ ہو اور نہ کسی ہنر یا پیشہ سے وہ اپنی گزر بسر کر سکتا ہو،خواہ وہ معزور و اپائج نہ ہو،بھیک مانگ رہا ہو یا اپنی آبرو لئے بیٹھا ہو اور دست سوال دراز نہ کر رہا ہو"

فقراء کی مختلف حثیتیں اور انواع ہیں بے روز گاری خواہ کسی سبب سے ہو فقیر ہے۔اگر کنبہ کے کمانے والے افراد کسی سبب سے (جس میں بیماری ،کساد بازاری وغیرہ شامل ہیں) گزر بسر سے سرے سے محروم ہوں یا بال بچے ،کمانے والے والے کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے محروم ہو گئے ہوں تو وہ سب فقیر ہوں گے۔

*ان تمام تعریفوں کا خلاصہ یہ ہے کہ فقیر وہ ہے

۱۔جسکے پاس کوئی مال نا ہو اور نا ہی کوئی کمائی کا ذریعہ ہو۔

۲۔مال یا کسب تو ہو لیکن اُسکی اور اُسکے زیرِ کفالت افراد کی نِصف سے کم ضُروریات اس سے پوری ہوتی ہوں۔

۳۔مال یا کسب ہو اور اِس سے اِس کی اور اِسکے زیر کفالت افراد کی نِصف سے زائد ضروریات پوری ہو جاتی ہے مگر ضُروریات کی پوری تکمیل و تسکین نا ہوتی ہو۔

۲۔مسکین کے لغوی مفہوم:

مسکین س،ک،ن کا مادہ ہے جس سے مراد ہے

"السكون ضد الحركة سكن الشىء يسكن سكونا اذا ذهبت حركته سكن سكن سونا،سكونا"[10]

"سکون یہ حرکت کی ضد ہے ،یعنی جب حرکت ختم ہو جائے تو شئی ساکن ہو جاتی ہے (یعنی مسکین کا مطلب ہے ساکن)"

قرآن میں مسکین کی وضاحت:

اماالسفینة فکانت لمسکین یعملون فی البحر[11]

"جہاں تک کشتی کا تعلق ہے وہ کچھ غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں مزدوری کرتے تھے"

---

8 قدروی،احمد بن محمد ،شرح قدوری مع مذاہب اربعہ،مترجم:محمد لیاقت علی رضوی ،شبیربرادرز۴۰اردو بازار لاہور۲۰۱۳ء،ص: ۳۶۱

9 الشافعی، محمد ادریس،کتاب الام ، ۲بیروت،دارالمعرفہ،۲\٦

10 ابن منظور،محمد بن مکرم احمد الافریقی،لسان العرب،کوئٹہ ، مکتبہ اشرفیہ،س ن:۵۱۱\۱

11 الکهف ۱۸: ۷۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیمھم لا یسلون الناس الحافا[12]

"(مالی امداد کے بطور خاص)مستحق وہ فقراء ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں اس طرح مقید کر رکھا ہے،کہ وہ (معاش کی تلاش کے لئے)زمین میں چل پھر نہیں سکتے،چونکہ وہ اتنے پاک دامن ہیں کہ کسی سے سوال نہیں کرتے،اس لیے ناواقف آدمی انہیں مال دار سمجھتا ہے،تم ان کے چہرے کی علامتوں سے انکی اندرونی حالت پہچان سکتے ہو۔مگر وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے"

*قرآن مجید کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسکین سے مراد وہ کاروبار کرنے والا ہر سرروزگار ہے جو اپنی تمام بنیادی ضرورتیں پوری نہ کر سکتا ہو۔

حدیث میں مسکین کی وضاحت :

عن النبی ﷺ،قال:لیس المسکین الذی تردہ الاکلة والاکلتان،ولکن المسکین الذی لیس له غنی و یستحیی اولایسال الناس الحافا[13]

"نبی کریم نے فرمایا:مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقمے در در پھرائیں ، نبی کریم نے فرمایا:مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقمے در در پھرائیں مسکین تو وہ ہے جسکے پاس مال نہیں ،لیکن اسے سوال سے شرم آتی ہے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتا۔(مسکین وہ جو کمائی کرے لیکن بقدر ضرورت نا پاسکے)"

دوسری جگہ فرمان باری تعالی ہے:

اماالسفینة فکانت لمسکین یعملون فی البحر[14]

"جہاں تک کشتی کا تعلق ہے وہ کچھ غریب آدمیوں کی تھی"

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسکینوں کے پاس کشتی تھی،جس میں وہ کام کرتے تھےاسکے برعکس حنفیہ اور مالکہ کہتے ہیں کہ مسکین فقیر سے زیادہ بدحالی کا شکار ہوتا ہے جیسا کہ لغت کے باقی آئمہ سے بھی منقول ہے،نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ

او مسکینا ذا متربة[15]

یعنی مسکین وہ ہوتا ہے جو اپنے بدن کو خاک کے ساتھ چمٹائے رکھے تا کہ اپنے بدن کا چھپا سکے یہی چیز مسکین کی نہایت محتاجی اور بدحالی پر دلالت کرتی ہے۔[16]

لیکن یاد رہے کہ فقیر اور مسکین کے متعلق یہ لغوی اور فقہی بحث ہے اس لئے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ،ان دونوں میں زیادہ بدحال اور محتاج کون ہے بلکہ حقیقت میں فقر و مفلسی کے باعث دونوں ہی مستحقین زکوۃ میں سر فہرست شمار کئے گئے ہیں انکے فقر و فاقہ کو دور کرنا ہی زکوٰۃ کا اولین مقصد و منشا ء ہے۔

---

12 ا لبقرہ ۲: ۲۷۳

13 البخاری ،محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح، کتاب:زکوۃ ،باب:قول اللہ تعالی:لایسالون الناس الحافا،دارابن کثیر،بیروت، ح:۱۳۷۶، ۲\۱۲۳

14 الکھف ۱۸: ۷۹

15 البلد ۹۰ :۱۶

16 الزحیلی،وہبہ،فقہ الاسلامی وادلتہ ،کراچی ،دارا لاشاعت، ۲۷۷ /۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

۳۔عاملین زکوۃ :

قرآن مجید نے تیسرا مصرف عاملین زکوۃ کو قرار دیا ہے،نبی کریمﷺنے مدینہ منورہ میں اسلامی سلطنت قائم کرتے ہی سب سے پہلے جو محکمہ قائم کیا وہ نظام زکوٰۃ کا تھا،پھر آپ ﷺنے اسلامی مملکت کے علاقے تقسیم کئے اور ہر علاقے کے لیے عاملین کا تقرر فرمایا۔

لغوی مفاہیم:

عاملین کا واحد عامل ہے اور اہل لغت کے ہاں عامل کے لغوی معنی،کسی صنعت یا پیشہ کا کام کرنے والا ،امام کی طرف سے صاحب ثروت لوگوں سے زکوۃ وصول کرنا، والی،حاکم،گورنرہے۔

اصطلاحی مفہوم :

العامل هو الذی یبعثه الامام بجنایة الصدقات[17]

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں امام نے صدقات جمع کرنے کے لئے مقرر کیا ہو"

ونقلها العامل:مند یعمل فی مهنة او صفة،الذی یاخذ الزکاة من اربابها هو الذی یبعثه الامام لاخذ الزکاة من اربابها،وجمعها،وحفظها[18]

" گویا عاملین صدقہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف صدقہ و زکوٰۃ وغیرہ لوگوں سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں،یہ لوگ چونکہ اپنے تمام اوقات اس خدمت میں خرچ کرتے ہیں اس لئے انکی ضروریات کی ذمہ داری اِسلامی حکومت پر عائد ہوتی ہے"

قرآن کریم کی اس آیت نے مصارف زکوٰۃ میں انکا حصہ رکھ کر یہ متعین کر دیا ہے کہ انکا حق الخدمت اسی مد زکوٰۃ سے دیا جائے گا۔

اللہ تعالی نے مسلمانوں سے زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے کا فریضہ براہ راست رسول کریم ﷺپر فرمایا ہے،جس کا بیان آیت؛**خذمن اموال مم صدقه**[19]کے تحت آتا ہے۔

آپ ﷺکے بعد مسلمانوں کے امیر پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے ،لیکن ظاہر ہے کہ ایک واحد شخص یہ سارا کام اکیلے نہیں کر سکتا اسکے لیے اسے عاملین کی ضرورت پڑتی ہے،نبی کریمﷺ نے مختلف صحابہ کرام کو مختلف شہروں میں صحابہ کرام کو صدقات و صول کرنے کے لئے عامل بنا کر مختلف خطوں میں بھیجا ہے۔

*رسول کریم نے فرمایا کہ

لا تحل الصدقةلغنی الا لخمسة :لغاز فی سبیل الله،او لعامل علیها،اولغارم،اولرجل اشتراها بماله، او لرجل کان له جار مسکین فتصدق علی المسکین فاهساها المسکین للغنی۔[20]

[17] المرغسنانی،برھان الدین علی بن ابی بکر،شرحفتح القدیر،۲۶۲\ ۲،دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان
[18] شبلی نعمانی،علامہ ، عبادات،اسلام آباد،نیشنل بک فاونڈیشن،س ن، ص:۱۶۹
[19] التوبہ ۹: ۱۰۳
[20] ابو داود،کتاب:الزکاۃ ،باب:من یجوز لہ اخذ الصدقۃ وھو غنی ،ح:۱۶۳۵،۲\۱۱۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

"پانچ صورتوں کے علاوہ کسی غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔۱،جو اللہ کی راہ میں غازی اور مجاہد ہو۔دوسرا وہ جو صدقہ کا تحصیل دار یعنی وصول کرنے والا ہو،تیسرے وہ شخص کہ اگرچہ اسکے پاس مال ہے مگر وہ موجود مال سے زیادہ کا مقروض ہے،چوتھے وہ شخص جو اپنے مال سے صدقہ کی چیز خرید لے،پانچواں وہ آدمی کہ کوئی مسکین اسکا ہمسایہ ہو،اس مسکین کو صدقہ دیا گیا تو اس نے اس میں سے غنی کو ہدیہ دے دیا ہو"

عاملین زکوٰۃ سے مراد کون ہے ؟

جو زکوۃ سے متعلق جملہ امور کو انجام دے یعنی زکوٰۃ کے وصول کنندگان ،اسکو رکھنے والے،حساب کرنے والے اور مستحقین میں تقسیم کرنے والے ، ان سب کی اجرتیں مال زکوٰۃ سے ادا کی جائیں گی۔[21]

* علامہ وہبہ ذہیلی لکھتے ہیں کہ :

ويد خل العاشر:والكاتب قاسم الزكاة بين مستحقيها وحافظ المال، والعاشر: الذى يجمع ارباب الاموال الصريف:الذى يصرف ارباب الاستحقاق وعدادالمواشى والكيال، والوذان والراعى،وكل من يحتاج اليه فى الزكاة لدخولهم فى مسمى العامل[22]

"عاملین کے لفظ میں وسعت ہے ، اس میں عشر لینے والا ،کاتب،قاسم ﴿زکوۃ تقسیم کرنے والا،نگران،اموال زکوٰۃ جمع کرنے والا ﴾ ،عریف ﴿ جو مستحقین کی شناخت کروائے،شمار کنندہ،ناپنے والا،وزن کرنے والا،زکوٰۃ کے مویشیوں کا چرواہا اور ہر وہ شخص جو زکوٰۃ کے کام میں مصروف عمل ہو وہ عاملین میں شمار ہوگا"

۴۔مولفتہ القلوب کا لغوی و اصطلاحی مفہوم :

مولفتہ کامعنی ہے دلوں کو ملانا ۔صاحب التحریر والتنویر لکھتے ہیں کہ

والتاليف:ايجاد الالفاى وهى التانس فالقلوب بمعنى النفوس[23]

"مولف القلوب سے مراد نفوس میں الفت و محبت کے جذبات پیدا کرنا ہے"

امام ابن ہمام "مولفتہ القلوب" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عہد نبویﷺ میں اس صنف سے تین طرح کے افراد کو تالیف قلب کی بنیاد پر حصہ یعنی مال دیا جاتا تھا۔

المولفته قلوبهم:كانو ثلاثة اقسام:قسم كفاركان عليه الصلوة والسلام يعطيهم ليتا لفهم على الاسلام ،وقم كان يعطيهم ليد فع شرهم،وقسم اسلموا فهم ضعيف الاسلام۔[24]

۱۔وہ کفار جسے عطا ء کرنے سے اسکے یا اسکے خاندان کے اسلام قبول کر لینے کی امید ہو۔

۲۔وہ روساء کفار جنکو کچھ دے کر انکے شر سے بچنا مقصود ہو۔

۳۔نو مسلم افرد جنہیں مذہب اسلام کی تعلیمات پر ثابت رکھنا مقصود ہو۔

مولفتہ القلوب میں شا مل کون؟

---

[21] قرضاوی، یوسف ،فقہ الزکوٰۃ، البدرپبلی کیشنز، لاہور ۲۳،راحت مارکیٹ ،اردو بازار ،ص:۵۴

[22] صدیقی، شجاعت علی،اسلام کا مالیاتی نظام،راولپنڈی:ایس ٹی پرینٹرز،۲۰۱۳،ص: ۱۴۷

[23] التونسی،محمد الطاہر بن عاشور،التحریر والتنویر المعروف یتفسیر ابن عاشور،بیروت،موسسۃ التاریخ العربی،۲۰۰۰، ۱۰\۱۲۸

[24] الھمام ،محمد بن عبدالواحد السیواسیی، فتح القدیر ،دارالکتب العلمیۃ، ۲\۲۶۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

۱۔ایسا شخص جسے دینے سے اسکی یا اسکی قوم یا خاندان کے دائرہ کا اسلام میں داخل ہو جانے کی توقع ہو۔
۲۔ایسا شخص جس کے شر کا اندیشہ ہو اور اسے دے دینے سے اسکے شر سے تحفظ حاصل ہو سکتا ہو۔
۳۔ایسا شخص جس نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہو اسلام پر ثابت قدمی کی خاطر اسے دیا جائے،
۴۔کوئی شخص مسلمانوں کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں ہو اور اسے دینے سے اس کے ہم قوم کا کافر افراد کے اسلا م کی توقع ہو۔
۵۔کمزور ایمان کے ایسے مسلمان جو اپنی قوم کے سردار ہوں اور انکے بارے میں یہ توقع ہو کہ وہ آئندہ ایمان میں ثابت قدم ہو جائیں گے ،انکا ایمان قوی ہو جائے گا اور وہ جہاد میں مضبوط ہو جائے گا۔
٦۔سرحدوں پر دشمنوں علاقے سے ملے ہوئے علاقوں کے مسلمانوں کو بھی اس مد میں سے دیا جا سکتا ہے۔
۷۔وہ مسلمان جو اپنے اثر و نفوذ سے ان لوگوں سے زکوٰۃ دلوائیں جو بغیر اظہار قوت شکوۃ دینے کے لیے آمادہ نہ ہوں اور اسطرح انکی تالیف سے دو نقصانوں میں سے کمتر کو اختیار کر لیا جائے یہ ایک جزوی سبب ہےاور مفاد عامہ میں سے ہیں۔[25]

۵۔ گردنوں کا آزاد کروانا:

سورۃ توبہ کی آیت میں وارد آٹھ مصارف زکوٰۃ الفقراء ، المساکین ، العاملین ، المولفتہ قلوبھم اسکے بعد چار مصارف جن کو فی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ فی الرقاب ، والغارمین ، فی سبیل اللہ ، وابن السبیل۔

مذکورہ بالا پہلے چار مصارف میں اور بعد کے چار مصارف میں قرآن نے فرق یہ کیا ہے کہ:۴ کے لیے "لام" آیا ہے جسکے معنی "لیے " کے ہیں اور جو ملکیت کا مفہوم ادا کرتا ہے جبکہ باقی ۴ کو "فی" میں کے مفہوم کے ساتھ بیان کیا گیا جو ظرفیت کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ یہ قرآن کا معجزانہ اسلوب بیان ہے کہ اس میں کوئی بلیغ حکمت پنہاں ہے، چنانچہ زمحشری فرماتے ہیں کی :پہلی چار اصناف کو لام اور باقی چار اصناف کو فی کے بعد اس لیے لایا گیا ہے کہ یہ علم یہ ہو جائے کہ بعد کے چار پہلے چار سے زیادہ مستحق ہیں کہ ان میں زکوٰۃ رکھ دی گئی ہے ۔[26]

فی الرقاب کا مفہوم :

الرقاب رقبہ کی جمع ہے جسکے معنی قرآن میں غلام اور باندی کے آئے ہیں اور یہاں پر مراد غلام یا باندی کا آزاد کرنا ہے۔
"گویا قرآن کا اسلوب تعبیر یہ ہے کہ غلامی انسان کی گردن میں ایک طوق کی طرح ہوتی ہے جس سے انسان کو آزاد کرانا ہوتا ہے اور اسکو اس بندھن سے نجات دلانا ہوتا ہے"
جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین [27]

[25] قرضاوی ،یوسف،فقہ الزکوۃ ،۲\۴۳۷
[26] زمحشری،ابی قاسم جاراللہ محمود بن عمر،الکشاف، دارالمعرفۃ بیروت،لبنان ، ۲\۴۵
[27] العمران۳ :۱۳۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

"(مسلمانو) تم نہ کمزور پڑو ،اور نہ غمگین رہو،اگر تم واقعی مومن رہو تو
تم ہی سر بلند ہو گے۔"

*اسکے ایک معنی غلام کے بھی ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت
ایسا غلام جو مکاتب ہو یعنی کوئی غلام اپنے مالک سے اپنی آزادی کے عوض کوئی رقم طے کرے اور مالک بھی اس سے اتفاق کرے [ایسا غلام مکارتب کہلاتا ہے]

الرقبة :الفتق وتطلق على جميع ذات الانسان رقاب وفى التنزيل العزيز ﴿فاذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب ﴾والملوك:عبدا كان اومة۔[28]

"بعد ازاں اللہ سبحانہ ،نے مال زکوٰۃ میں سے بھی ایک حصہ مقرر کر دیا
جس میں سے انہیں دیا جائے گا اور انکی گردنوں کی آزادی میں ان سے
تعاون کیا جائے گا"

الرقاب کی اقسام:مختلف کتب فقہ میں"الرقاب" کی درج ذیل تین اقسام بیان کی جاتی ہے۔
۱۔ ایسے غلام جو مسلمان اور مکاتب ہوں
۲۔مسلمان غلام
۳۔جنگی قیدی بشرطیکہ مسلمان ہوں۔

مکاتب کی تعریف :

مکاتب کی اعانت کی جائے یعنی جس غلام سے اسکے مالک نے معاملہ مکاتبت کر لیا ہو اس کی مدد کرنا اور اسکی صورت یہ ہے کہ غلام سے وہ یہ معاملہ کر لے کہ غلام اسے ایک طے شدہ مقررہ معاوضہ اپنے کسب سے حاصل کر کے اسے ادا کرئے اور اسکی آدائیگی کے بعد آذاد ہو جائے ۔
*فرمان الٰہی میں اللہ نے انسانوں کو مکاتبت کرنے کا حکم دیا ہے،

والذين يبتغون الكتب مما ملكت ايمنكم فكاتبوهم ان علمتم خيرا واتوهم من مال الله الذى ءاتكم[29]

بعد ازاں اللہ سبحانہ تعالی نے مال زکوٰۃ میں سے بھی ایک حصہ مقرر کردیا
جس میں سے انہیں دیا جائے گا اور انکی گردنوں کی آزادی میں ان سے
تعاون کیا جائے۔

*گردنوں کو آزاد کرانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص خود کسی غلام کو خرید کر آزاد کروائے یا کئی افراد مل کر خریدیں اور آزاد کر دیں ،یا ولی (حکمران) زکوٰۃ کے مال میں سے غلام خرید کر آزاد کر دے۔[30]

٦۔الغارمون:

اسلام نے جن طبقات کے ساتھ ہمدردی، شفقت اور رحم کا زیادہ برتاؤ کیا ہے، اُن میں ایک مقروضوں کا طبقہ ہے۔ تاریخ کی ابتدا سے لے کر آج تک قرض عام طور پر دو مقاصد کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ ایک ذاتی ضروریات کے لیے جیسے شادی، تعلیم ، خوراک ولباس، مکان بناتا سواری وغیرہ خریدنے کے لیے لیا جاتا ہے۔ دوسرا کاروباری ضروریات و حاجات، جیسے دکان کھولنا، کارخانہ لگانا،ان قرضوں میں سے پہلے قسم کے مقروض پر

---

28 رحمانی،خالد سیف اللہ،القاموس الفقہ،زمزم پبلشرز ۲۰۲۰ء،ص:۱۵۰
29 النور ۲۴ :۳۳
30 قرضاوی،یوسف،فقہ الزکاۃ،۲\۸۶

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

اسلام نے زیادہ شفقت کی ہے اور انھیں سہولت دلائی ہیں۔ قرآن مجید میں زکوۃ کے مستحقین کی جو فہرست دی گئی ہے، ان میں سے ایک مستحق مقروض بھی ہے۔

الغارمین معنی و مفہوم :

الغارمون کامادہ غ ر م ہے۔غارم کی جمع ہے جسکے معنی ہیں وہ شخص جس پہ قرض ہو۔[31]اور غریم کے معنی قرض خواہ کے ہیں اور اسکا اطلاق مقروض پر بھی ہوتاہے۔فرمان الٰہی ہے**ان عذابھا کان غراما**[32]"حقیقت یہ ہے کہ اس کا عذاب وہ تباہی ہے جو چمٹ کر رہ جاتی ہے"اور اس بنا پر کہ قرض مقروض پر لازم ہوتا ہے ، اسے غارم کہا جاتا ہے ،اور اسی مفہوم کے لحاظ سے غریم بھی مقروض کے معنی میں ہے (اور قرض خواہ کے معنی میں بھی ہے)۔

*اما م ابو حنیفہؒ کے مسلک کے مطابق غارم وہ شخص ہے جس پر قرض ہو اور وہ اپنے قرض کے علاوہ نصاب کا مالک نہ ہو۔[33]

*بعض آئمہ فقہا نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ یہ قرض اس نے کسی ناجائز کام کے لئے نا لیا ہو،اور اگر کسی گناہ کے لیے قرض لیا ،جیسے شراب وغیرہ یا شادی غمی کی ناجائز رسمیں وغیرہ تو ایسے قرض دار کو مد زکوٰۃ سے نہ دیا جائے گا ،تا کہ اسکی معصیت اور اسراف بیجا کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔[34]

٦۔فی سبیل اللہ(اللہ کی راہ میں):

"اللہ کی راہ " کا لفظ قرآن مجید میں عام استعمال ہوا ہے ،لیکن جمہو ر سلف کے نزدیک اس سے مراد اللہ کی راہ میں جہاد اور غزوہ (وہ جدو جہد جس سے مقصود نظام کفر کو مٹانا اور اسکی جگہ اسلامی نظام کو قائم کرنا ہو)ہے۔

*اوائل اسلام سے ہمیں اسکے بارے دو آرا ء ملتی ہیں

١۔فی سبیل اللہ سے مراد مجاہدین اسلام ہیں

٢۔فی سبیل اللہ سے مراد حجاج کرام بھی ہیں

*علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس بارے میں لکھتے ہے کہ:

> **واما سبیل اللہ فالاکثرعلی انۃ یختص بالغازی۔۔وعن احمد و اسحاق الحج من سبیل اللہ۔**[35]
>
> "اکثر آئمہ و فقہا کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد غازی ہیں اور احمد و اسحاق سے ایک روایت ہے کہ اس سے مراد حجاج کرام بھی ہیں"

*ایک حدیث سے "جہاد فی سبیل اللہ "کی وضاحت ہوتی ہے کہ

---

31 نانوتوی،محمد احسن صدیقی، ردا لمختار،قانونی کتب ،خانہ کچہری روڈ ،لاہور ،٢\٦٣

32 الفرقان ٢٥: ٦٥

33 النسفیی،ابو عبداللہ احمد بن محمود، البحرالرائق،دارالکتب العمیۃ بیروت لبنان ، ٢\٢٦٠

34 شفیع،مفتی محمد،جواہر الفقہ،مکتبہ دارالعلوم کراچی، ٣\ ١٨٣

35 ابن حجر،احمد بن علی عسقلانی،فتح الباری،بیروت،دارالمعروفۃ ٣\٣٣٢

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة: لغاز فی سبیل الله او لعامل علیها او لغارم او لرجل اشتراها بماله او لرجل کان له جار مسکین فتصدق علی المسکین فاهداها المسکین للغنی۔[36]

"زکوۃ مالدار شخص کے لئے حلال نہیں ہے ما سوائے پانچ افراد کے:اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا،زکوۃ کو جمع کرنے والا،مقروض شخص،مال زکوۃ کو خرید کر استعمال کرنے والا یا ایسا شخص جس کا ہمسایہ مسکین آدمی ہو،اسے مال زکوۃ سے ملے تو یہ ہمسایہ اس مال زکوۃ سے اپنے مال دار ہمسائے کو تحفہ دے دے،یعنی تحفہ کی شکل میں ملنے والا مال زکوۃ۔"

بعض احادیث میں حج کو بھی" اللہ کی راہ " میں سے بتایا گیا ہے۔
*حضرت ابن لاس خزاعی ؓسے روایت ہے کہ:

حملنا رسول الله ﷺعلی ابل الصدقة ضعاف الی الحج[37]

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حج کے سفر کےلئے صدقہ [زکوٰۃ]کے کمزور اونٹوں پر سوار کرایا۔

*حضرت ابن عباسؓ،حسن بصری ؒ،اسحاقؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ کے نزدیک زکوٰۃ کے مال سے حاجت مند لوگوں کو حج کے لیے امداد کرنا جائز ہے،حنفیہ میں امام محمد ؒکا بھی یہی مسلک ہے،ان حضرات کے نزدیک مندرجہ بالا روایت حجت ہیں[38]

*یہ امر واضح ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ سے مراد محض عملی جنگ (قتال)نہیں ،البتہ اس سے مراد ایسی جنگ ہے جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓنے ایک عور ت کا مال زکوٰۃ ان ٹولیوں کو دینے سے انکا ر کر دیا جو الٰہی مقاصد کے بجائے لسانہ و قومی عصبیات یا لوٹ مار کے لیے جنگ و جدل کیا کرتے تھے۔[39]

۸۔ابن سبیل (مسافر):

زکوۃ کا آٹھواں مصرف "ابن السبیل" یعنی مسافر ہیں۔اسلام نے اجنبی مسافروں اور اپنے سے دور دراز رہنے والوں کےلئے نا گہانی آفت کی صورت میں داد رسی اور کفالت کا جامع نظام متعارف کروایا ہے ،جس کی مثال دنیا کے کسی نظام اور قانون میں نہیں ملتی ہے۔ اسلام کے نزدیک محض نظریاتی سوچ اور ناقابل عمل خیالی تفکرات کی کوئی جگہ نہیں ہے بلکہ اسلام کا مقصد مضبوط ترین بنیادوں پر ایک عادلانہ پائیدار اور خوشحال معاشرتی نظام کا قیام ہے جس کے فوائد و ثمرات مسلمانوں سے منسلک ہوں،اسی سلسلے کی ایک کڑی "ابن السبیل "ہے۔

ابن السبیل کا مفہوم :

36 صحیح سنن ابوداود،ح:۱۶۳۵، ۱۱۷/۲
37 احمد بن حنبل، الامام،مسندالشامین،حدیث ابیی الاس الخزاعی،ح:۱۷۹۳۸، موسسة الرسالة ۳۵۸/۲۹
38 الشوکانی،محمد بن علی، الفتح الربانی ،مکتبہ۷۱ الجیل الجدید الیمن صنعاء ،۹/۷۱
39 قرطبی،محمد بن احمد بن ابوبکر،تفسیر قرطبی،ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی پاکستان ، ۱۸۵/۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہے کہ

"ابن السبیل:المسافر البعید عن منزله نسب الی السبیل لممارسره ایاه ویستعمل لکل ما یتوصل به الی شیء خیرا کان اوشرا"[40]

ابن سبیل اس مسافر کو کہتے ہیں جو اپنی منزل مقصود سے دور ہو،اور سبیل کی طرف اسکی نسبت بوجہ تسلسل کے ہے پھر سبیل کا لفظ ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جو کسی دوسری چیز تک رسائی کا ذریعہ ہو،چاہے وہ چیز خیر کی ہو یا شر کی۔

ابن السبیل کے اصطلاحی معنی:

فقہاء کے نزدیک ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے جو اپنے مال و دولت سے دور ہو ایسے شخص کو اسکی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کچھ دیا جا سکتا ہے،

ابن السبیل:وهو المسافر المنقطع فهو فقیر حیث غنی حیث ماله[41]

"ابن سبیل وہ مسافر ہے جو امیر اور مالدار ہے لیکن اس وقت اس سے کٹا ہوا"

ابن السبیل کی اقسام :

موسوعۃ فقھیہ میں ہے کہ

ابن السبیل:سمی بذلک لملازمته الطریق وهذا الصنف ضربان:[الضرب الاول]المتغرب عن وطنه الذی لیس بیده ما یرجع به الی بلده۔ز[الضرب الثانی]من کان فی بلده و یرید ان ینشی ء سفرا[42]

مسافر کا نام ابن سبیل رکھا گیا اس لیے کہ وہ برابر راستے میں رہتا ہے۔اسکی دو قسمیں ہیں:

۱۔اپنے وطن سے دور ایسا شخص ،جس کے پاس لوٹنے کے لیے مال نا ہو۔

۲۔جو شخص اپنے شہر میں ہو اور سفر کرنا چاہتا ہو۔

*مسافر خواہ غنی ہو تب بھی اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے

ابو سعید ؓسے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا تحل الصدقة لغنی الا فی سبیل الله او ابن السبیل او جار فقیر یتصدق علیه فیهدی لک اوید عوک۔[43]

"صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے،الا یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں [مجاہد] ہو یا مسافر ہا کسی فقیر ہمسائے کو صدقہ دیا گیا تو وہ فقیر تمہیں ہدیہ دے دے ،آپ کی دعوت کر دے"

*ابن السبیل کی شرائط:

مختلف کتب فقہ میں ابن السبیل کی چند شرائط بھی بیان کی گئی ہیں،جو حسب ذیل ہیں

۱۔وہ مسلمان ہو۔

۲۔آل بیت سے نا ہو۔

---

40 اصفہانی،ابو قاسم حسین بن محمد ،مفردات فی غریب القرآن ،بیروت،دار المعرفہ،س ن:۱/۲۲۳

41 درویش ،محیی الدین بن احمد،کتاب اعراب القرآن وبیانہ،دارالارشادلشئون الجامعیة ،ص:۱۱۵

42 موسوعۃ فقھیہ ،دارالنوادر،الحمدمارکیٹ،غزنی سٹریٹ ،اردو بازار ،لاہور،۲۳\۳۲۵

43 ابو داود،کتاب: الزکاۃ ،باب:من یجوز لہ الصدقۃ وھو غنی،ح: ۱۶۳۷، ۲\۱۱۹

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 01 (2025)

۳۔فی الحال اسکے پاس اتنا مال نا ہو کہ وہ اپنے شہر پہنچ سکے۔
۴۔وہ سفر معصیت پر مبنی نا ہو۔
۵۔اس مقام پر اسے کوئی قرض دینے والا نا ملے۔[44]
آپ قرآن مجید کی ان چند آیات کے مضامین و موضوعات پر توجہ دیجیے اور اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت اور فیض رسانی کے بعد مخلوق کو اپنے اموال کے استعمال اور خرچ کرنے کا کون سا راستہ تجویز کرتا ہے۔ انہیں مخلوق خدا کی خدمت اور مستحقین کی امداد کے لیے کیسے اسلوب میں توجہ دلاتا ہے۔

نتیجہ / خاتمہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآنِ مجید نے نظامِ زکوٰۃ کو ایک منظم اور جامع معاشرتی و معاشی نظام کے طور پر پیش کیا ہے۔ زکوٰۃ محض ایک انفرادی عبادت نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کا مؤثر ذریعہ ہے، جس کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم نے زکوٰۃ کے مستحقین کو واضح طور پر متعین کر کے اس کے نظام کو شفاف اور منظم بنایا ہے۔یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ زکوٰۃ کی درست وصولی اور بالخصوص اس کی شریعت کے مطابق تقسیم اسلامی معاشرے میں معاشی انصاف، سماجی ہم آہنگی اور اخلاقی ذمہ داری کو فروغ دیتی ہے۔ اگر قرآنی اصولوں کے مطابق نظامِ زکوٰۃ کو نافذ کیا جائے تو غربت، معاشی عدم مساوات اور سماجی انتشار جیسے مسائل میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے، جو عصرِ حاضر میں بھی اس نظام کی افادیت کا واضح ثبوت ہے۔

[44] الجزیری،عبدالرحمن ،کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ،مترجم:منظور احسن عباسی،علماء اکیڈمی ،شعبہ مطبوعات،محکمہ اوقاف پنجاب،لاہور،ص:۱۰۱